اسلام میں شعر وشاعری کا تصور

The Concept of Poetry in Islam

ڈاکٹر نور زمان مدنی*

ڈاکٹر حیات اللہ**

ABSTRACT

The position of poetry remained unchanged in Islam as it was before Islam, however with due some changes it was used as a weapon for the sake of Islam. This article will explain that how the poetry played a vital role in preaching of Islam. Islam absolutely encourages good wholesome poetry, which inspires one towards the fear of Allah, towards His awe and obedience, and towards anything that is good and made permissible by Allah and His Messenger (ﷺ).

Following discussions are made in this article:

Firstly Quranic views towards poetry; as the word poet came in Quran four times while the word poetry once. The total verses in which we see the word poetry are six.

Secondly Preaching of ethics through poetry; as we see that before Islam the Arab society was without any ethics, the Muslim poet called them for an exemplary life like of the Holy Prophet (ﷺ) Using of Quranic notion in poetry.

Thirdly the Quranic notion was used largely in the beginning of Islam, especially by Hassan bin Sabith, Abdullah Bin Rawaha, Ka'ab Bin Zubair and Nabigha Al Juhdi etc.

Fourthly Answer to non-believers through poetry; as Hassan bin Sabith did through his poetry, and answer to the opposition, which impacts more sharp than sword and lastly using of Poetry during the war; it was considered as one of the biggest source for encouraging towards holly wars, the example of Hazrath Khansa is most prominent.

The research article basically focuses upon the importance of poetry in Islam, moreover how the weapon of poetry have been used by Islamic poets for defending of Islam and how Islamic poetry vastly used for spreading of golden teachings of Islam.

Keywords: *Islamic Poetry, Islamic Teachings Regarding Poetry, Defence of Islam, Praise of the Holy Prophet* (ﷺ).

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، نمل، اسلام آباد

** لیکچرار، شعبہ عربی، نمل، اسلام آباد

شعر کی جو اہمیت وحیثیت زمانہ جاہلیت میں تھی وہ اہمیت صدر اسلام میں بھی باقی رہی اور جس طرح منکرین وحی اشعار کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے اور شعر گوئی کو ابلاغ کا وسیلہ بنا کر عام لوگوں کو دین اسلام سے بدظن کرنے کی سعی کرتے تو جواب میں مسلمان بھی اسی طرح شعر کو اپنے حق میں استعمال کرتے ہوئے ایک طرف تبلیغ کا کام کرتے تو دوسری طرف منکرین وحی کے پروپیگنڈے کا جواب بھی دیتے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جو رسالت مآب ﷺ کی مدح سرائی کرتے اور ہجو کرنے والوں کو منہ توڑ جواب بھی دیتے۔ غرض صدر اسلام اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی شعر کو تبلیغ اور اسلام کی سربلندی کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا اسی نقطہ نظر کی وضاحت اور ثبوت کے لیے یہ مقالہ ترتیب دیا گیا۔

مقالہ کے شروع میں بطور تمہید شعر سے متعلق قرآن وسنت کے مؤقف کی وضاحت پیش کی گئی ہے اور اس کے بعد تبلیغ واسلام کی سربلندی کے لیے شعر کے کردار واستعمال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ اشعار کے ذریعے اخلاقیات کی تعلیم

۲۔ اشعار میں قرآنی مفاہیم کا استعمال

۳۔ اشعار میں کفار ومشرکین کو جواب

۴۔ جنگوں کے دوران اشعار کا استعمال

اشعار سے متعلق قرآن مجید کا مؤقف

اگر ہم قرآن مجید کی طرف رجوع کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ "شاعر" کا لفظ قرآن میں چار دفعہ مذکور ہوا ہے اور لفظ "شعر" ایک بار وارد ہوا ہے جبکہ شعراء کا عمومی ذکر بھی ایک دفعہ آیا ہے، یوں مجموعی طور پر چھ آیات ایسی ہیں جن میں شعر وشعراء کا ذکر آیا ہے۔

قرآن مجید کی تین آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالی نے کفار مشرکین کے اس دعوے کو رد کیا ہے کہ پیغمبر اسلام حقیقت میں شاعر ہیں، وہ تین آیات یہ ہیں:

﴿بَلْ قَالُواْ أَضْغَاثُ أَحْلاَمٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الأَوَّلُونَ﴾(۱)

بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں۔ (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ (یہ شعر ہے جو اس) شاعر (کا نتیجۂ طبع) ہے۔ تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دے کر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے۔

---

(۱) سورۃ الانبیاء:۵

قرآن مجید میں ایک آیت ایسی وارد ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے منکرین رسالت کے دعوے کا ذکر کیے بغیر پیغمبر اسلام کی ذات سے شاعریت کی نفی کی ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾(۱)

اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو، اور نہ کسی کاہن کے مزخرفات ہیں۔ لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو۔

اس آیت کا ذکر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یوں کہا ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے قبل میں ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرنے نکلا تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مسجد حرام داخل ہو چکے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحاقۃ کی تلاوت شروع کی، میں نے سنا تو قرآن کی تاثیر سے مغلوب ہونے لگا، پھر میں نے کہا خدا کی قسم یہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الحاقۃ کی یہ آیات تلاوت کی:

﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾(۲)

اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو، اور نہ کسی کاہن کے مزخرفات ہیں۔ لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو۔

فرماتے ہیں یہ سننے کے بعد اسلام میرے دل کے ہر خانے میں داخل ہو گیا۔

قرآن کریم میں لفظ "شعر" ایک مرتبہ آیا ہوا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ﴾(۳)

اور ہم نے ان (پیغمبر) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کو شایاں ہے۔ یہ تو محض نصیحت اور صاف صاف قرآن (پُراز حکمت) ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ:

«هل كان رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم يتمثل بشيء من الشعر؟ قالت: كان أبغض الحديث إليه، غير أنه كان يتمثَّل ببيت أخي بني قيس، فيجعل

(۱) سورۃ الحاقۃ:۴۰-۴۱

(۲) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، تحقیق: سامی محمد سلامۃ، دار طیبہ للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء، ۸/۲۱۸

(۳) سورۃ یسین:۶۹

آخره أوله، وأوله آخره، فقال له أبو بكر:إنه ليس هكذا، فقال نبي الله " :إني وَاللهِ ما أنا بِشاعِرٍ، وَلا يَنْبَغِي لِي»(۱)

کیا رسول اللہ ﷺ شعر سے کوئی مثال دیتے تھے؟ اس نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) فرمایا: کہ ان کے (اللہ کے رسول ﷺ) نزدیک (شعر) سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات تھی۔ ماسوائے میرے بھائی بنی قیس کے شعر (سے مثال دیتے تھے)، پس آپ ﷺ شعر کے آخر کو شروع میں اور شروع کو آخر میں لے گئے۔ حضرت ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ (شعر) ایسے نہیں ہے۔ اللہ کے نبی نے فرمایا: اللہ رب العزت کی قسم میں شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی یہ میرے لائق ہے۔

حضرت علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ﴿الشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جنوں اور انسانوں کے گروہ کفار کی پیروی کرتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شاعر ایک دوسرے پر بلند آواز میں چلا رہے تھے دونوں میں ہر ایک کی تائید لوگوں کا ایک گروہ کر رہا تھا اس وقت قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿الشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درالمنثور میں ان آیات کے نزول کا یہی سبب بیان کیا ہے۔(۲)

اور آیت ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ﴾ کی تفسیر میں ابن کثیر نے کئی اقوال ذکر کیے ہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"في كل فن من الكلام . وكذا قال مجاهد وغيره. وقال الحسن البصري: قد- والله- رأينا أوديتهم التي يهيمون فيها، مرة في شتمة فلان، ومرة في مدحة فلان. وقال قتادة: الشاعر يمدح قوما بباطل، ويذم قوما بباطل"(۳)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ شعراء اپنے اشعار میں ہر فضول اور لغو کا قصد کرتے ہیں حضرت حسن بصری سے منقول کہتے ہیں خدا کی قسم ہم نے ان کی وادیاں دیکھی ہیں جن میں وہ کبھی کسی کو برا بھلا کہتے ہیں اور کبھی کسی کی مدح سرائی کرتے ہیں، قتادہ کہتے ہیں کہ شاعر ناحق کسی کی تعریف کرتے ہیں اور ناحق کسی کی مذمت لکھتے ہیں۔

صاحب کشاف اسی آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں:

﴿والشعراء﴾ مبتدأ. و﴿يَتَّبِعُهُمُ الغاوون﴾ خبره: ومعناه: أنه لا يتبعهم على باطلهم وكذبهم وفضول قولهم وما هم عليه من الهجاء وتمزيق الأعراض والقدح

---

(۱) سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۳ء، ص:۳۷۳

(۲) سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۶/۳۳۳

(۳) ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ۴/۱۷۳

في الأنساب، والنسيب بالحرم والغزل والابتهار، ومدح من لا يستحق المدح، ولا يستحسن ذلك منهم ولا يطرب على قولهم إلا الغاوون والسفهاء والشطار. وقيل: الغاوون: الراوون. وقيل: الشياطين، وقيل: هم شعراء قريش: عبد الله بن الزبعري، وهبيرة بن أبي وهب المخزومي، ومسافع بن عبد مناف، وأبو عزة الجمحيّ. ومن ثقيف: أمية ابن أبي الصلت. قالوا: نحن نقول مثل قول مُحَمَّد وكانوا يهجونه، ويجتمع إليهم الأعراب من قومهم يستمعون أشعارهم وأهاجيهم(۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَالشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ شعراء کی باطل، لغویات، جھوٹ، ہجا، کسی کی بیقدری، انساب میں یہ وہ گوئی، غزلیات، اور ناحق مدح، اور ان جیسے دیگر تصرفات کی پذیرائی صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو بے وقوف، کم عقل اور گھٹیا ہوتے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ غاوون سے مراد رواتِ شعر ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ اس سے شیاطین مراد ہیں، جبکہ بعض کی رائے ہے کہ اس سے مراد قریش کے یہ شعراء ہیں عبداللہ بن الزبعری اور ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی ومسافع بن عبد مناف وابو عزّۃ الجمحی اور ثقیف سے امیۃ ابن ابی الصلت، یہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے تھے کہ ہم بھی ویسا کلام کرتے ہیں جیسے محمد ﷺ کرتا ہے، یہ اپنے اشعار میں پیغمبر ﷺ کی ہجا اور ذم بیان کرتے تھے اور ان کی قوم کے بدو ان کو سنتے اور ان کی پذیرائی کرتے۔

عصر حاضر کے ایک مفکر محمد ہدارہ کہتے ہیں کہ غاوون سے مراد رواتِ شعر یہ شیاطین لینا زیادہ قرین قیاس نہیں ہے، بلکہ افضل یہ ہے کہ اس کا مصداق وہ اعراب اور بدو ہیں جو غیر مسلم شعراء کی مجالس میں حاضر ہو کر پیغمبر ﷺ کی ہجا اور ذم میں اشعار سنتے تھے (۲)

زمخشری فرماتے ہیں کہ:

”وہ شعراء جو مندرجہ ذیل چار صفات کے حامل ہوں ان شعراء کی صف میں شمار نہیں ہوں گے جن کی قرآن کریم میں مذمت وارد ہوئی ہے، اور اس کی وجہ انہی آیات کے آخر میں آنے والا استثناء ہے:

﴿ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا ﴾(۳)

---

(۱) زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الخوارزمی، الکشاف، تحقیق: عبدالرزاق مہدی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۲/ ۱۲۳

(۲) محمد ہدارۃ، الشعر فی صدر الاسلام، دار النہضۃ العربیۃ، ۱۹۹۵ء، ص: ۷۷

(۳) سورۃ الشعراء: ۲۲۷

مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے۔

وہ چار صفات یہ ہیں: ۱۔ایمان ۲۔عمل صالح ۳۔مقصود دعوت حق ہو

۴۔ناحق کسی کی ہجو اور ذم نہ ہو"(۱)

یہی وجہ ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں وہ شعراء جو آپ ﷺ کی مدح میں شعر کہتے تھے اور منکرین وحی کی ہجائیہ اشعار کا جواب دیتے تھے آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور سوال کیا کہ ہم شعر کہیں یا چھوڑ دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے اور تم جو شعر کہتے ہو اس کا مقصد پیغمبر ﷺ کی عزت اور شرف کا تحفظ ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا موقف

اگر ہم شعر گوئی سے متعلق پیغمبر اسلام ﷺ کے اقوال واشعار کا جائزہ لیں تو نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ کا رویہ اس ضمن میں تین طرح کا تھا (۱)ناپسندیدگی (۲)خاموشی (۳)حوصلہ افزائی

۱) ناپسندیدگی

احادیث میں چند روایات ایسی ملتی ہیں جن سے شعر گوئی سے متعلق آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے، لیکن یہ ناپسندیدگی مطلقاً نہیں ہے بلکہ ان اشعار اور شعراء سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے جو فحش گوئی اور لغویات کے ساتھ متصف ہے۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے امرؤالقیس کی مذمت کی ہے اور جہنمی شعراء کا سردار قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ امرؤالقیس کے اشعار فحش گوئی کا مرقع ہیں۔ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "الشعر والشعراء" میں امرؤالقیس کے متعلق آپ ﷺ کا یہ قول نقل کیا:

"ذات رجل مذكور في الدنيا شريف فيها، منسي في الآخرة حامل فيها، يجي يوم القيامة ومعه لواء الشعراء في النار"(۲)

آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص دنیا میں مشہور اور قابل احترام ہے مگر آخرت میں مجہول اور ناکام ہے، اسکو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے ہاتھ میں جہنمی شعراء کی سرداری کا جھنڈا ہو گا۔

اس کے علاوہ ایسے اشعار جن میں آپ ﷺ کی یا مسلمانوں کی ہجو اور ذم بیان کی گئی ان سے بھی آپ ﷺ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بعض مشرک شعراء ایسے تھے جو یہی مذموم حرکت کرتے تھے، آپ ﷺ ان سے شدید ناگواری ظاہر کرتے، اور بعض شعراء جو حد سے تجاوز کر گئے تھے ان کو قتل کر دینے کا بھی حکم صادر کیا، ان میں سے ایک شخص کعب بن الاشرف بھی تھا:

---

(۱) زمخشری، الکشاف، ۲/۱۲۵

(۲) ابن قتیبہ، الشعر والشعراء، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۹۹۹ء، ص:۵۵

جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ کعب بن اشرف مسلمانوں کی عورتوں کے بارے میں غزل اور فحش گوئی کہتا ہے تو آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: میری ذات کی خاطر ابن الاشرف کو کون قتل کرے گا؟ محمد بن سلمہ نے کہا یہ کام آپ ﷺ کے لیے میں انجام دوں گا۔ اس کو میں قتل کروں گا، آپ ﷺ نے جواب دیا اگر تم کر سکو تو انجام دے دو، پھر مسلمانوں میں سے چند افراد نے منصوبہ بندی کے ذریعے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔[۱]

۲) خاموشی

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اشعار سے متعلق آپ ﷺ نے نہ تو ناپسندیدگی اور کراہیت کا اظہار کیا ہے اور نہ ہی ان کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے جب ایسے اشعار کہتے جو فحش گوئی یا لغویات پر مشتمل نہ ہوتے تو آپ ﷺ ان کے بارے میں کوئی حکم صادر نہ فرماتے تھے۔ اس طرح کے اشعار عموماً وہ ہوتے تھے جن میں حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کی گئی ہوتی تھی۔ خود آپ ﷺ کوئی شعر مکمل نہیں پڑھتے تھے۔ شعر کا صرف ایک مصرع ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے تھے اور اگر پورا شعر پڑھتے تو اس میں وزن کو توڑ دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے طرفہ بن الاعبد کا یہ شعر پڑھا:

ستبدی لك الأيام ما كنت جاهلا ويأتيك بالأخبار من لم تزود

عنقریب وقت تم پر وہ ظاہر کرے گا جس کی تم توقع نہیں رکھتے، بعض اوقات تمہیں وہ شخص خبر لا دیتا ہے جن سے تم توقع نہیں رکھتے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجلس میں حاضر تھے، انہوں نے سنا تو فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ "ویاتیك بالأخبار من لم تزود" نہیں بلکہ "ویاتیك من لم تزود بالأخبار" ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

"إني لست بشاعر ولاينبغي لي"

نہ تو میں شاعر ہوں اور نہ یہ میرے شایانِ شان ہے۔[۲]

۳) حوصلہ افزائی

عہد رسالت میں عرب شعر کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور اپنی بات عام لوگوں تک پہنچانے کا ایک وسیع ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اس لیے عرب شعر کو بطور ہتھیار کے بھی استعمال کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی دعوت عام ہوئی اور لوگ اسلام کی طرف راغب ہونے لگے تو منکرین وحی نے شعر گوئی کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا، جواب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے وہ حضرات جو شعر کہنے پر قدرت رکھتے تھے، منکرین وحی کو شعر کی

---

(۱) ابن عساکر، علی بن الحسن، مدينة دمشق وذكر فضلها وتسمية من حلها من الاماثل او اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها، تحقیق: محب الدین العمروی، دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع، ۲۰۱۵ء، ۲۷۱/۲۵

(۲) ایضا، ۸۶/۲۵

زبان میں جواب دیتے جسے آپ ﷺ پسند کرتے اور حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ ان مسلمان شعراء میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نام نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے دعا بھی فرمائی تھی کہ اے اللہ اس کی ملائکہ کے ذریعے مدد فرما۔[۱]

روایات میں آتا ہے کہ جب پیغمبر ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو منکرین وحی نے آپ ﷺ کی اشعار میں ہجو شروع کر دی، آپ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا: کیا جنہوں نے تلواروں کے ذریعے میری مدد کی وہ زبان کے ذریعے نہیں کریں گے ؟ حضرت حسان کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ فریضہ میں انجام دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا تم ان قریش کی ہجو کیسے کروگے ؟ حالانکہ میں بھی ان ہی میں سے ہوں تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں آپ کو ان سے اس طرح علیحدہ کر دوں گا جس طرح آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«اذهب إلى أبي بكر فليحدثك حديث القوم وإياهم واحسابهم ثم اهجهم و جبرائيل معك»[۲]

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں قریش کی تعریف اور ان کے نسب کے بارے میں بتائیں گے، پھر تم ان کی ہجو کرو اور جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔

ایسے تمام اشعار حق کی اعانت کے لیے کہے جائیں جن کی پیغمبر ﷺ نے حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ یہ در حقیقت اسلام کا دفاع ہے۔

اشعار تبلیغ اور اسلام کی سربلندی کا ذریعہ

جزیرہ عرب میں ابلاغ کا واحد ذریعہ شعر کو سمجھا جاتا تھا جب کوئی شاعر اپنا کلام نظم کر کے لوگوں کے سامنے پڑھتا تو وہ کلام دنوں میں پورا جزیرہ عرب میں پھیل جاتا تھا۔

آپ ﷺ نے مکہ میں اقامت کے دوران دعوت حق کے لیے شعر کا استعمال نہیں کیا۔ جب آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مسلمانوں کو ایک بااثر جماعت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا تو اس وقت آپ ﷺ نے شعراء صحابہ کرام کی صلاحیتوں کا فائدہ اٹھایا کیونکہ یہ وقت کی اشد ضرورت تھی۔ بدر میں کفر و اسلام کے سب سے پہلے معرکے میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بدر کے واقعہ اور قریش کی شکست کو اشعار میں نظم کر کے مسلم جماعت کی نمائندگی کی۔ یہ اشعار جب اہل مکہ تک پہنچے تو انہیں ان سے بڑی تکلیف پہنچی، وہ اشعار یہ ہیں:

ألا ليت شعرى أتى أهل مكة ابادتنا الكفار، في ساعة العسر
قتلنا يسراة القوم عند مجالنا فلم يرجعوا الا بقاصمة الظهر

(۱) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۲۱۲، تحقیق: محمود حسن نصار، دار لکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۵ء، ۴/ ۱۱۲

(۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ۱/ ۲۰۴

قتلنا أبا جهل و عتبة قبله و شيبة يكبو للدين وللنحر
قتلنا سويدا ثم عتبة بعده وطعمة أيضا عند تائرة القتر
فكم قد قتلنا من كريم مسوداله حسب في قومه نابه الذعر(۱)

کاش کہ یہ خبر اہل مکہ تک پہنچے کہ ہم نے کفار کو وحشت کی گھڑی میں تہس نہس کر دیا۔ ہم نے قریش کے امراء سے اپنی زمین پر جنگ لڑی وہ لوٹے تو ان کی کمر ٹوٹی ہوئی تھی۔ ہم نے ابو جہل کو اور اس سے قبل عتبہ کو قتل کیا اور شیبہ کو بھی جو ہاتھوں کے بل پڑا ہوا تھا۔ ہم نے سوید اور عتبہ اور طعمہ کو بھی موت کے گھاٹ اتارا جب فضا گرد سے اٹی ہوئی تھی۔ کتنے ایسے تھے جن کو ہم نے قتل کیا جو اپنی قوم میں معزز اور صاحب نسب تھے ان پر شدید خوف طاری تھا۔

ا۔ اشعار کے ذریعے اخلاقیات کی تعلیم

اسلام سے قبل کا عرب معاشرہ جہاں غلط عقائد کا حامل تھا وہی پر مکارم اخلاق سے بھی عاری تھا صدر اسلام میں مسلمان شعراء معاشرے میں اخلاقیات کی تعلیم کو اشعار کے ذریعے عام کرتے تھے، مسلمان شعراء لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتے کہ وہ اپنے عمل میں محمد ﷺ کی ذات کو اسوہ حسنہ بنائیں اور خود کو آپ ﷺ کی طرح کی اخلاق کا حامل بنائیں۔

حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قصیدہ "بانت سعاد" جو کہ نہایت شہرت یافتہ ہے اور بلاغت و فصاحت کے سمندر کو سموئے ہوئے ہے، اس کے اندر حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ ایسا مینارہ نور ہیں جن کی اتباع کی جاتی ہے:

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ (۲)

رسول ﷺ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جو حق کے دفاع کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

حضرت صرمۃ بن انس انصاری اپنے قصیدہ لامیہ میں مسلمانوں کو اسلام کے سنہری اور عظیم اخلاقیات کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس قصیدے میں انہوں نے صلہ رحمی اور یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی دعوت دی ہے، فرماتے ہیں:

يَا بني الأرحام لا تقطعوها وصلوها قصيرة من طوال
واتقوا اللهَ فِي ضعاف اليتامى ربما يستحل غير الحلال(۳)

---

(۱) ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، تخریج: فواد بن علی حافظ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱/ ۹۵
(۲) ابن القیم الجوزیۃ، امام شمس الدین ابو عبد اللہ ابن القیم، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۸ء، ص: ۴۵۹
(۳) ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ، مصر، طبع دوم: ۱۹۵۵ء، ۲/ ۸۱

اے قرابت دارو قرابت کو ختم نہ کرو اور صلہ رحمی کرو کہ یہ ایک سھل اور چھوٹا امر ہے بڑے امور میں سے، اور کمزور یتیموں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور حرام کو حلال مت کرو۔

۲۔ اشعار میں قرآنی مفاہیم کا استعمال

صدر اسلام میں شعر کے اندر قرآنی مفاہیم تعلیمات اور مضامین کا استعمال کثرت کے ساتھ دیکھنے کو ملتا ہے حتی کہ بعض اوقات اشعار میں قرآن کے الفاظ کو من وعن بھی نقل کر دیا جاتا ہے، خصوصا حرب و قتال سے متعلق وارد ہونے والے اشعار میں قرآنی مضامین و الفاظ کا استعمال زیادہ ہوا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فصار مع المستشهدين ثوابه جنان وملتف الحدائق اخضر[۱]

(صحابی) شہداء کے ساتھ رحلت کر گئے اور ان کی جزا جنتیں اور سبز باغات ہیں۔

جنتوں اور سبز باغات کا مضمون قرآنی آیات سے ماخوذ ہے، غزوہ خندق میں شہید ہونے والے ایک صحابی کا مرثیہ کہتے ہوئے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

سيد خله جنانا طيبات تكون مقامه للصالحينا[۲]

اللہ تعالی ان کو جنات طیبات میں داخل کرے گا جو صالحین کے لیے راحت کا ابدی مقام ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں ایک قصیدہ نظم کیا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کے لیے ان الفاظ کو استعمال کیا جو قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان ہوئے ہیں۔ جس طرح کی صفات قرآن میں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کی ہیں وہی صفات قصیدے میں بھی لائی گئی ہیں، قصیدہ کے آخری شعر میں حمد مذکور ہے اور حمد کا اسلوب بھی سورۃ فاتحہ سے مستعار لیا گیا ہے، فرماتے ہیں:

وما فقد الماضون مثل محمد و لا مثله حتى القيامة

نبى أتانا بعد ياس وفترة من الأوثان في الأرض تعبد

فامسى سراجا مستنيرا وهاديا يلوح كمالاح العقيل المهند

و انذرنا نارا وبشر جنة وعلمنا للإسلام فالله نحمد

لك الخلق والنعماء والأمر كله فإياك نستهتدي وإياك نعبد[۳]

---

(۱) عفانی، الدکتور سید حسین، روضۃ الناظر و نزہۃ الخاطر، مکتبۃ ابن تیمیۃ، قاہرہ، طبع دوم: ۱۹۹۶ء، ص: ۳۱

(۲) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر الدمشقی، السیرۃ النبویۃ، دار عالم الکتب، ۲۰۰۳ء، ۳/ ۲۵۳

(۳) تطاوی، عبد اللہ، مقدمات فی التاریخ ادبنا القدیم، ص: ۱۷۳

نہ تو گزشتہ لوگوں نے محمد ﷺ جیسے شخص کو کھویا اور نہ قیامت تک آنے والے اس جیسی ذات کو کھوئیں گے۔ ایک ایسا نبی جو ناامیدی کے طویل عرصے کے بعد اس سرزمین سے آیا جس پر بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ وہ ایسا چراغ ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور ایسا ہادی جو یوں چمکا جسے صیقل شدہ تلوار چمکتی ہے۔ اس نے ہمیں جہنم سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی اور اسلام کی تعلیم دی جس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اے خدا سب مخلوقات اور نعمتیں تیری ہیں اور تمام کارسازی بھی، تجھ ہی سے ہدایت طلب کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

سورۃ محمد میں آیت ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ﴾ (۱)

یعنی اللہ مؤمنین کا مولا و کارساز ہے اور کافروں کا کوئی مولا نہیں۔

اس مفہوم کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں غزوہ خندق کے دن ذکر فرمایا:

ویعلم أهل مكة حين ساروا　　وأحزابٌ أتَوا متحزٌّ بينا

بان الله ليس له شريك　　وأن الله مولى المؤ منينا (۲)

اور اہل مکہ جہاں سے یہ احزاب اور فوجیں ہم سے لڑنے کے لیے آئی ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ خدائے تعالیٰ مؤمنین کا مولا و کارساز ہے۔

جلیل القدر صحابی حضرت نابغۃ الجعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قصیدے میں انسان کی پیدائش کے مراحل کا ذکر کیا ہے، کہ کس طرح ایک انسان نطفہ سے لے کر پیدائش تک کے متعدد مراحل سے گزرتا ہے۔ بدیہی طور پر یہ تمام مراحل جو حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ نے قصیدے میں بیان کیے یہ وہی ہیں جو سورۃ حج میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں۔ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الخالق البارئ المصور الارحام　　ماء حتى يصير دما

من نطفة قدرها مقدرها　　يخلق منها الابشار والنسما

ثم عظاما اقامها عصب　　ثمت لحما كساه فالتاما

ثم كساه الريش والعقائق　　ابشارا وجلدا تكاله ادما (۳)

(۱) سورۃ محمد:۱۱

(۲) عبہری، د۔ کمال جبری، شعر الصراع بین و خصومہ فی عصر النبوۃ، دار الجنان للنشر والتوزیع، ۲۰۱۴ء، ص:۲۶۱

(۳) سید قطب، التصویر الفنی فی القرآن الکریم، دار الشروق، مصر، ۱۹۸۳ء، ص:۲۹

حمد و ثنا اس خالق کی جو عدم سے وجود میں لاتا ہے اور وہ ذات جو رحم میں پانی کو خون میں بدل دینے کی قدرت رکھتی ہے، ایک نطفے کو اپنی قدرت سے حیات بخشتا ہے اور اسے لوتھڑا اور بوٹی بنا دیتا ہے، پھر ہڈیاں پیدا کرتا ہے اس کے بعد گوشت ابھرتا ہے اور درست شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر اس پر بال اگتے ہیں اور وہ جسم انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

نطفہ خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہوتا ہے، اس کے بعد بوٹی بنتی ہے، پھر ہڈیاں بنتی ہیں، ہڈیوں پر گوشت چڑتا ہے اور گوشت پر بال اگ آتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار میں بھی قرآنی مفاہیم و مضامین کا استعمال ملتا ہے، ان کے یہ شعر قرآنی آیات کے مطالب و مفاہیم پر مشتمل ہیں:

شهدت بأن و عدالله حق وأن النار مثوى الكفرينا
وأن العرش فوق الماء وفوق العرش رب العالمينا
و تحمله ملائكة كرام ملائكة الاله مقربينا[1]

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کا وعدہ حق ہے اور کافروں کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ کہ عرش پانی کے اوپر ہے اس پر رب العالمین موجود ہے۔ اس عرش کو ملائکہ کرام نے اٹھا رکھا ہے جو کہ ان کے مقرب ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک شعر میں قرآنی اصطلاحات حوروں اور جنات خلد کا استعمال کرتے ہیں:

فاذهب خبيب جزاءك الله طيبة وجنة الخلد عند الحور في الرفق[2]

خبیب جاؤ اللہ آپ کو پاکیزہ جزاء دے اور حوروں کے ہاں دائمی جنت عطاء کرے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ایک جگہ محمد ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُم رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[3]

تحقیق تماری طرف اس رسول کو بھیجا گیا جو تم میں سے ایک ہے، ان پر وہ چیز گراں گزرتی ہے جو تمھیں تکلیف دے، وہ تمہارا خیال رکھنے ولا ہے، مؤمنوں کے ساتھ نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

آیت کا یہی مضمون جو پیغمبر ﷺ کی شان میں قرآن میں وارد ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شعر میں بھی موجود ہے۔ فرماتے ہیں:

---

(۱) عبد اللہ بن رواحہ، دیوان عبد اللہ بن رواحہ، دار لکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، ص:۶۱

(۲) حسان بن ثابت، دیوان حسان بن ثابت، دار الفکر العربی، بیروت، ۲۰۰۱ء، ص:۱۱۴

(۳) سورۃ توبۃ:۱۲۸

عزیز علیه أن يحور وا عن الهدی حریص أن یستقیموا ويهتدوا

عطوف علیم ولا یثنی جناحه إلى كنف يحنو عليهم ويمهد(۱)

لوگوں کا ہدایت سے ہٹ جانا آپ ﷺ پر گراں گزرتا ہے آپ ﷺ اس بات کی شدید چاہت رکھتے ہیں کہ وہ لوگ ٹھیک راستے پر چلیں اور ہدایت حاصل کریں۔ آپ ﷺ ان پر نہایت مہربان ہیں اور اس مہربانی کو ختم نہیں کیا جاسکتا، ان پر شفقت کرتے اور ان کا خیال رکھتے ہیں۔

حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

لوی الله الهيب عمن سواه و يعلم منه مامضى وتاخر(۲)

اللہ تعالیٰ نے غیب کے امور کو تمام مخلوقات سے چھپا رکھا ہے اور وہ خود باخبر ہے ہر اس امر سے جو ہو چکا اور جو ہونا ہے۔

اس شعر میں اللہ تعالیٰ کے لیے غیب کے امور کے اختصاص کا مضمون اس آیت سے مستعار لیا گیا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾(۳)

(وہی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔

حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

فقلت خلوا طريقي لا أبا لكم فكل ما قدر الرحمن مفعول(۴)

میں نے انہیں کہا کہ تمہارا ستیاناس ہو میرا راستہ چھوڑ دو۔ جو کچھ رحمن نے مقدر کر رکھا وہ ہو کر رہے گا۔

اس شعر کا مضمون قرآن مجید کی اس آیت سے لیا گیا ہے:

﴿وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلاً وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولاً وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الأُمُورُ﴾(۵)

جو امر اللہ کے ہاں مقدر ہو چکا اسے اللہ پورا کرے گا اور تمام معاملات اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔

۳۔ اشعار میں کفار ومشرکین کو جواب

---

(۱) حسان بن ثابت، دیوان حسان بن ثابت، ص:۱۱۶

(۲) سید قطب، التصویر الفنی فی القرآن الکریم، ص:۱۱۸

(۳) سورۃ الجن:۲۶

(۴) کعب بن زہیر، دیوان کعب بن زہیر، دار لفکر العربی، بیروت، ۲۰۰۳ء، ص:۲۸

(۵) سورۃ الانفال:۴۴

اسلام کی دعوت عام ہو جانے کے بعد اہل عرب دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، ایک گروہ وہ تھا جن کے دل نور الٰہی کے لیے کھول دیے گئے اور انہوں نے سچائی کے ساتھ پیغمبر اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا، جبکہ دوسرا طبقہ ان افراد کا تھا جنہوں نے اپنی گمراہی پر اسرار کرتے ہوئے پرستش کو ترجیح دی، یہ دونوں گروہ صرف اپنے اپنے عقائد پر قائم نہیں رہے بلکہ اپنے مخالف کے خلاف ہر میدان میں مدمقابل آئے۔ کفار نے جب پیغمبر ﷺ کی ہجو کرنا شروع کی تو صحابہ کرام نے ان کو شاعری کی زبان میں منہ توڑ جواب دیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر ہے، فرماتے ہیں:

هجوت محمّدا فاجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء[1]

تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی تو میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا اور اس کی جزاء خدائے تعالیٰ کے پاس ہے۔

جب غزوہ خندق میں مدینہ کے یہودی قبائل بنو قریضہ، اور بنو نضیر نے قریش کا ساتھ دیا تو مکہ کے ایک مشرک شاعر جبل بن جوال جو انصاری قبائل کی ہجو کی کہ تم سے یہود بہتر تھے جنہوں نے مدینہ کی سرزمین پر مہاجرین کا ساتھ دینے کے بجائے قریش کی معاونت کی، اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابت نے ایک قصیدہ نظم کیا، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

تفاقد معشر نصروا قريشا — وليس ببلدتهم نصير

هم اتوالكتاب فضيعوه — وهم عمى من التوراة بور

كفرتم بالقرآن وقد اتيتم — بتصديق الذى قال النذير[2]

ایک گروہ تنہا ہوا اور اس نے قریش کی مدد کی حالانکہ ان کا اپنے وطن میں کوئی مددگار نہیں ہے، انہیں کتاب دی گئی جسے انہوں نے ضائع کر دیا اور وہ تورات کی تعلیمات سے بالکل نابلد ہیں۔ تم نے قرآن کا انکار کیا اور اس امر کی تصدیق کی جو نذیر (محمد ﷺ) نے کہا (یعنی انبیاء سابقین کی تصدیق)۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خندق کے موقع پر اپنے احساسات اور عواطف کو ان اشعار میں پرویا:

واشك الهموم إلى اله وما ترى — من ظلموا الرسول غضاب

ساروا باجمعهم إليه والبوا — أهل القرى وبوادى الأعراب

جيش عيينة وابن حرب — فيهم متخلبون بجلبة الأحزاب[3]

(۱) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما، قصیدۃ عفت ذات الأصابع فالجواء، الموسوعۃ العالمیۃ للشعر العربی، رقم القصیدۃ:۱۲۷۹۶، adab.com

(۲) عانی، سامی مکی، دراسات فی الادب الاسلامی، مطبعۃ المعارف، جامعہ میشیجان، ۱۹۶۸ء، ص:۱۱۲

(۳) حمیری، سلیمان بن موسی بن سالم الکلاعی الاندلسی، الاكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء، تحقیق: محمد عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول:۲۰۰۰ء، ۱/۴۴۱

میں اپنے تمام غموں کی شکایت اللہ تعالی کے حضور کرتا ہوں، اور جو تم اس گروہ کو دیکھ رہے ہو جو غصے میں ہے اور اس نے خدا کے رسول پر ظلم ڈھائے یہ سب متحد ہو کر نکلے اور انہوں نے اپنے ساتھ شہر والوں اور دیہات کے اعراب کو بھی ساتھ کر لیا ہے، یہ عیینہ اور ابن حرب کا لشکر ہے یہ سب اتحاد کی چادر اوڑھ کر نکلے ہیں۔

۴۔ جنگوں کے دوران اشعار کا استعمال

قرآن کریم میں دسیوں آیات ایسی ہیں جن میں مسلمانوں کو جہاد و قتال کی دعوت دی گئی ہے، اسی طرح آپ ﷺ کا اسوہ اور حدیث بھی جہاد کی بہت زیادہ اہمیت بیان کرتے ہیں، جنگ کے دوران حوصلہ افزائی اور ہمت بندھانے کا سب سے بڑا ذریعہ اشعار کو سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان بھی معرکے کے دوران اس طریقے کو استعمال کرتے تھے۔ اس پر متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہم یہاں اسلام کی مجاہدہ اور شاعرہ حضرت خنشاء کے بیٹوں کا ذکر کریں گے جو چاروں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خنشاء خود بھی جنگ قادسیہ میں شریک تھی انہوں نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ وہ پیٹھ ہر گز نہ پھیریں اور اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے جان دے دیں۔ جب صبح ہوئی تو ان کا ایک بیٹا یہ اشعار پڑھتے ہوئے میدان میں اترا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا:

یا إخوتي أن العجوز الناصحة　　قد نصحتنا إذ دعتنا البارحة
مقلة ذات بيان واضحة　　فبكروا الحرب الفردوس الكالحة
و إنما تلقون عند النصائح　　من آل ساساني الكلاب النائحة
قد أيقنوا منكم بوقع الحائجة　　و أنتم بين حياة صالحة[۱]

اے میرے بھائیو نصیحت کرنے والی بوڑھی عورت (خنشاء) نے جب ہمیں رات کو بلایا تو نصیحت کی، ایک ایسے کلام کے ساتھ جو بلیغ اور واضح تھا کہ صبح سویرے خطرناک اور تباہ کن جنگ کے لیے نکلو۔ تم صبح آل ساسان کے بھونکنے والے کتوں کو پاؤ گے جنہیں تمہاری طرف سے وحشت ناک حملے کی امید ہے اور تم حیات صالحہ پر زندہ ہو۔

جب بھائی شہید ہو گیا تو دوسرا یہ اشعار پڑھتے ہوئے میدان میں داخل ہوا اور وہ بھی شہید ہو گیا:

إن لعجوز ذات حزم و جلد　　والنظر الأوفق والراي السدد
قد أمرتنا بالسداد والرشد　　نصيحة منها و برا بالوالد
فباكروا الحرب حماة في العدد　　أما لفوز بارد على الكبد
أو ميتة تورثكم عز الأبد　　في جنة الفردوس والعيش الرغد[۲]

---

(۱) معراف نایف، الادب الاسلامی فی عہد النبوۃ، دار النفائس، بیروت، ۲۰۰۱ء، ص:۲۴۵
(۲) ایضا، ص:۲۴۵

پختہ عزم وارادے کی مالک، وسیع النظر اور درست رائے رکھنے والی بوڑھی عورت نے یقین ورشد کے ساتھ ہمیں حکم دیا ہے اور اطاعت والدین کے حکم کے پیش نظر ہمیں نصیحت کی ہے کہ ہم صبح جنگ کے لیے پہل کریں اور اس میں یا تو فاتح بنیں جو کے کلیجے کو ٹھنڈا کرنے والا ہے یا ایسی موت پائیں جو جنت الفردوس اور حیات ابدی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے محترم بنادے۔

اس کے بعد تیسرا بھائی مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے میدان میں آیا اور شہادت کے منصب پر فائز ہو گیا:

والله لا نعصي العجوز حرفا قد أمرتنا حربا و عطفا

نصحا و برا صادقا ولطفا فبادروا الحرب الغروس زحفا (۱)

خدا کی قسم ہم بوڑھی عورت کی ذرہ برابر بھی نافرمانی نہیں کریں گے اس نے ہمیں محبت کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔ اس نے اطاعت صادقہ کے تحت اور شفقت کے ساتھ نصیحت کی کہ ہم تباہ کن جنگ میں جرات کے ساتھ شامل ہوں۔

آخر میں چوتھا بھائی بھی اشعار گنگناتے ہوئے دشمن کے مقابل آیا اور اپنے تینوں بھائیوں کے ساتھ جنت میں جاملا، اس نے یہ اشعار پڑھے:

لست لخنساء و لا للأخرم ولا لعمرو ذي السناء الأقدم

إن لم أرد في الجيش جيش الأعجم ماض على الحول خضم خضرم

إما لفوز عاجل و مغنم أو لوفاة في السبيل الأكرم (۲)

نہ میں خنساء سے ہوں نہ کسی اور کا اور نہ ہی عظیم شہرت والے عمرو کا۔ اگر میں نے عجمی لشکر کا جرات بہادری اور مردانگی کے ساتھ قصد نہ کیا، یا جلد کامیابی اور مال غنیمت کے حصول کی لیے یا پھر عزت والے راستے میں قربان ہو جانے کے لیے۔

حاصل بحث

جس طرح عصر جاہلی میں عرب شعر وشاعری کو دیوان العرب یعنی تاریخ العرب سمجھتے تھے، اور اسی وجہ سے شعر اور شعراء کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، اسلام کے آنے کے بعد بھی مسلمانوں نے شعر کو اسلام کی خدمت وترویج کے لیے استعمال کیا، مثال کے طور پر اسلام اور اللہ کے رسول کے دفاع کے لیے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شعر گوئی کی۔

---

(۱) عانی، د۔ سامی مکی، الاسلام والشعر، عالم المعرفۃ، سلسلۃ کتب ثقافیۃ شہریۃ یصدرہا المجلس الوطنی للثقافۃ والفنون والآداب، الکویت، ۱۹۷۸ء، مشرف احمد مشاری العدوانی اغسطس ۱۹۹۶، ص:۸۱

(۲) کحالۃ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۵۹ء، ص:۳۷۰

اس کے علاوہ اشعار کے ذریعے مشرکین مکہ کے اسلام اور مسلمانوں پر اعتراضات کا جواب دیا گیا، اسی طرح میدان جنگ میں صحابہ کرام نے اشعار کو جنگی حربے کے طور پر بھی استعمال کیا۔

بعینہ صدر اسلام میں اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو اچھے اخلاق وعادات سے روشناس کیا گیا، اور جاہلانہ رسم ورواج وعادات کی نفی کی گئ. گویا شعر کو بھی دعوت و تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنایا گیا۔